پلول میں بعض ناعاقبت اندیش علما

احمدی اور غیر احمدی کا سوال مباحثہ کیے بغیر نہیں رہنا چاہیے

(مولوی دوست محمد صاحب کے قلم سے)

قارئین کرام کو معلوم ہے کہ جس دن سے فتنہ ارتداد شروع ہوا ہے۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور اضلاع آگرہ، گوڑگاؤں، علیگڑھ، دہلی، بلندشہر، متھرا وغیرہ میں اس کے انسداد کی کوشش میں مصروف ہے، انجمن کی طرف سے مبلغین کو یہ کھلی ہدایت ہے کہ وہ ہرگز ہرگز ان علاقہ جات میں فروعی اختلافی مسائل کو نہ چھیڑیں جس کے بجائے اس کے کہ ان اقوام کی اصلاح ہو جن کو ارتداد سے بچانا مقصود ہے، خود مسلمانوں میں باہم جنگ و پیکار شروع ہو جائے گی،

انجمن کے مبلغین نے آج تک اس ہدایت کو سختی کے ساتھ ملحوظ رکھا، اور جہاں جہاں انہیں تعینات کیا گیا انہوں نے وہاں صرف آریہ سماج کے مقابلہ اور اسلام کی صداقت و عظمت کے اظہار اس کے موٹے موٹے اصولوں کی تلقین ہی کی، اور کبھی احمدیت و غیر احمدیت کا سوال وہاں پیدا نہیں ہونے دیا، جیسا کہ سکندرآباد کے حال ہی کے عظیم الشان مباحثہ سے ظاہر ہے، جہاں انجمن مذکور کے مبلغین کے ذریعہ اسلام کو شاندار کامیابی نصیب ہوئی، فالحمد علیٰ ذالک ٭

مگر افسوس ہے کہ ہمارے مخالف علما کو یہ بھی پسند نہیں کہ اسلام کے نازک وقت میں جبکہ دشمنان اسلام اپنے تمام باہمی اختلافات کو بالائے طاق رکھکر اور تمام طاقتوں کو جمع کر کے اس کے مقابلہ میں نکل کھڑے ہوئے ہیں، ہم اس دین پاک کی کوئی خدمت بجا لائیں، اور اس کی حفاظت کا سامان کر سکیں، پلول وہ جگہ ہے، جہاں گذشتہ ماہ اپریل میں سوامی شردھانند صاحب اپنے پورے ساز و سامان کے ساتھ پہنچے تھے، اور انہوں نے یہ بندوبست کر رکھا تھا کہ اس کے گرد و نواح کے دیہات کے مسلمان راجپوتوں کو جبراً ہندو بنا کر شدھ کر لیا جائے، اس وقت احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے مبلغین نے بسرکردگی مولانا مولوی عصمت اللہ صاحب نے وہ کام کیا جس کی نظیر شاید تمام علاقہ ارتداد میں ملنی مشکل ہے، انہوں نے رات دن وہاں کے دیہات میں پھر کر اپنے ناواقف مسلمان بھائیوں کو اس آنے والے خطرہ سے آگاہ کیا، اور اس کا نتیجہ آخرکار یہ ہوا کہ خود سوامی صاحب کو وہاں سے یہ کہکر واپس آنا پڑا، کہ جب یہاں کچھ نہ تھا تو تم نے مجھے کیوں بلایا؟

انجمن نے اس نتیجہ کو دیرپا بنانے اور وہاں کے مسلمانوں کو ہمیشہ کے لئے اس خطرہ عظیم سے محفوظ رکھنے کے لئے تحصیل پلول کے بعض دیہات میں مدارس قائم کر دیے۔ جن میں سے ایک مدرسہ موضع شیخ پورہ میں بھی قائم کیا گیا جو پلول سے تین چار کوس کے فاصلہ پر ہے۔ لیکن افسوس ہے۔ بعض ناعاقبت اندیش مولویوں کو جن میں سے خود پلول کے امام جامع مسجد بھی ہیں یہ گوارا نہیں۔ انہوں نے اس وقت تو خاموشی اختیار کی۔ جب تک کہ آریہ سماج کا خطرناک بھوت سامنے تھا۔ بلکہ امام جامع مسجد پلول زبانی ہماری حمایت کا دم بھی بھرتے رہے اور انجمن کی ملازمت بھی اختیار کرنی کیونکہ خود ان سے کچھ بننا مشکل تھا۔ لیکن اب جبکہ خدا کے فضل سے کامیابی حاصل ہو چکی ہے۔ تو انہوں نے مخالفت کا علم بلند کر دیا ہے۔ اور موضع مذکور پر یورش کر کے وہاں سے ہمارے مدرس مولوی محمد شفیع صاحب کو تنگ کر کے نکلوا دیا ہے۔

یہیں تک بس نہیں۔ ان لوگوں نے جن میں پیر جماعت علی شاہ صاحب کے مریدین اور بعض دیوبندی اصحاب شامل ہیں۔ مدرس مذکور کو تنگ کر کے اس سے جبراً ایک تحریر لے لی۔ کہ ۱۲ اگست کو دس بجے سے ۴ بجے تک علمائے احناف اور لاہوری احمدیوں کا مباحثہ جامع مسجد پلول میں ہوگا اور جو فریق وقت مقررہ پر حاضر نہ ہوگا وہ دوسرے فریق کو مبلغ ۵ روپے جرمانہ دیگا۔ ہر چند مدرس مذکور کو یہ پسند نہ تھا کہ وہ انجمن کو صریح ہدایات کے برخلاف اور اس سے باقاعدہ اجازت لیے بغیر اس قسم کی تحریر لکھ کر دیتا۔ لیکن مخالفین کی یورش نے اس کو مجبور کر دیا۔ اسکے بعد ہی مولانا مولوی عصمت اللہ صاحب پلول میں پہنچے۔ اور آپ نے کوشش کی کہ مخالفت کی یہ تحریک دب جائے اور آپس میں جوت پیزار

نہ ہو۔ لیکن ان ناعاقبت اندیش مولویوں نے نہ ماننا تھا اور نہ مانا آخر کار مدرس مذکور نے دہلی پہنچکر جناب شاہ محمد خان صاحب انجمن صدر، فدالحجہ ہدایت سے جو حسن اتفاق سے دہلی میں آئے ہوئے ہیں۔ یہ تحریری درخواست کی۔ کہ چونکہ مذکورہ بالا اقرارنامہ وہ لکھکر دے چکے ہیں۔ اسلیے انجمن کی طرف سے مباحثہ کرنے کے لیے مناظرین فراہم کیے جائیں جس کا جواب جناب صدر موصوف نے یہ دیا کہ چونکہ انجمن کی طرف سے علاقہ ارتداد میں ایسے مباحثات کے انعقاد کی اجازت نہیں جو مسلمانوں میں باہم منافرت پیدا کرنے والے ہیں اور مدرس مذکور کا یہ اقرارنامہ جبریہ ہے اور انجمن کی اجازت کے خلاف ہے۔ اس لیے اس کام میں حصہ لینا مناسب معلوم نہیں ہوتا۔ اسکے ساتھ ہی جناب صدر نے یہ بھی لکھدیا کہ اگر علمائے احناف یا اور کوئی اور لوگ باقاعدہ طور پر انجمن کو تحریری چیلنج مباحثہ کے لیے دیں۔ اور علاقہ ارتداد سے باہر مباحثہ کرنا چاہیں۔ تو انجمن انکی اس دعوت پر غور کر سکتی ہے ظاہر ہے۔ کہ یہ جواب کس قدر عاقبت اندیشی اور حسن تدبیر کا نتیجہ ہے جس کی غرض صرف یہی ہے کہ مسلمانوں میں اس نازک وقت میں باہم تصادم نہ ہو، اور اسلام کی عزت باہمی مناقشات میں زائل نہ ہونے پائے، اس وقت ضرورت ہے کہ تمام انجمن اسلام کے بالمقابل کم از کم حلقہ ارتداد میں ہم سب متفق و متحد ہو جائیں، اور باہمی اختلافات کو بالائے طاق رکھکر اپنے بھائیوں کو ارتداد سے بچانے میں کوشاں ہوں، کیا وہ لوگ جن کا آپس میں اصولی اختلاف ہے، جن میں سے ایک اگر ایک خدا کو مانتا ہے، تو دوسرا تینتیس کروڑ کو، ایک اگر وید کو خدا کا کلام مانتا ہے تو دوسرا محض افترائے انسانی سمجھتا ہے اور اسی قسم کے بے شمار اصولی اختلافات پائے جاتے ہیں، جن کی وجہ سے وہ ہمیشہ ایک دوسرے سے لڑتے جھگڑتے رہتے ہیں کیا وہ آپس میں اسلام کے مقابلہ کے لئے متحد ہو سکتے ہیں، اور ہم جن کے اندر کوئی اس قسم کا کوئی اصولی اختلاف نہیں، جن کا قرآن ایک رسول ایک، کلمہ ایک، نماز ایک، روزہ ایک، حج ایک، زکوٰۃ ایک ہیں، ایک دوسرے سے مل کر کام نہیں کر سکتے، یا کم از کم ایک دوسرے کو اسلام کی خدمت کرتے ہوئے نہیں دیکھ سکتے، میں آگرہ کی انجمن نمائندگان تبلیغ، انجمن تبلیغ الاسلام اور دہلی کی جمعیتہ العلماء کو توجہ دلاتا ہوں، جو دوسری تمام انجمنوں اور سب کام کرنے والوں کو اپنے زیر سیادت لانا چاہتے ہیں، وہ غور کریں، کہ جب یہیں دھاندلیاں، جب اس طرح سے ایک دوسرے کے کام میں، بلکہ میں کہوں گا، اسلام کے کام میں روکاوٹیں پیدا کی جاتی ہیں۔ تو ان کی شوراشوری یا سیادت کس کام آ سکتی ہے، کاش وہ اس موقعہ پر بولتے، اور ایسے فتنہ کو جس کی اطلاع ان تک پہنچ چکی ہے، اپنے اثر سے دبا دیتے، لیکن ان کی خاموشی ہمیں یہ کہنے پر مجبور کرتی ہے۔ کہ ؎

درکوئے نیک نامی مارا گذر ندادند

گر تو نمے پسندی تغییر کن قضا را

استفتا

کیا فرماتے ہیں علمائے دین دریں مسئلہ

السلام علیکم، حدیث مجدد صحیح ہے، اگر واقعی صحیح ہے، تو موجودہ صدی میں مجدد کون ہے؟ مجدد کی پہچان کیا ہے اور کیا مجدد کیلیے دعوے کرنا ضروری ہے، کیا باقی مجددین نے بھی مجدد الف ثانی سرہندی علیہ الرحمتہ کی طرح دعوے کیا ہے، جواب بروئے قرآن و حدیث عنایت فرمائیں،

(شیخ محمد حسین، مرچنٹ صدر بازار ڈلہوزی)

فہرست چندہ جماعت احمدیہ نیل بازار امرتسر

معرفت بابو ثناء اللہ صاحب کلرک ڈاک خانہ نیل بازار امرتسر۔ ۲ جون ۱۹۲۳ء

بابو ثناء اللہ صاحب کلرک ڈاکخانہ	۱۰؍
ر فیض الرحمان صاحب	۱۰؍
ڈاکٹر مہدی حسن صاحب	۲؍
میاں عبدالعزیز صاحب	۸؍
منشی احمد علی صاحب	۸؍
ڈاکٹر محمد اسحاق صاحب متعلم میڈیکل سکول	۴؍
میزان کل	۲۳؍

مناظرہ سکندرآباد میں اسلام کی عظیم الشان فتح

مولانا مولوی عبدالحق صاحب کی تقریر

پہلے روز کی کارروائی

کیا وید الہامی ہیں؟

سکندرآباد ضلع بلندشہر کا وہ عظیم الشان مناظرہ جس پر پبلک کی نظر مدت سے لگی ہوئی تھی اور فریقین کی طرف سے اشتہارات وغیرہ شائع ہو چکے تھے۔ بالآخر مورخہ ۴ اگست ۱۹۲۳ء سے شروع ہوا۔ اہل اسلام کی طرف سے مولانا مولوی پنڈت عبدالحق صاحب ودیارتھی مبلغ اسلام مولوی فاضل وہرمپال صاحب بی۔اے اور مولانا مولوی عصمت اللہ صاحب مسلم مشنری اور شیخ عبدالحق صاحب دہلوی مناظر تھے۔ آریہ سماج کی جانب سے شریمان پنڈت رام چندر جی بھوا پدیشک آریہ سماج دہلی۔ پنڈت شوشرما پنڈت مراری لعل شرما اور پنڈت کالی چرن مولوی فاضل مناظر تھے جلسہ کے پریزیڈنٹ عالیجناب مسٹر شاہ محمد خان صاحب بی۔ایس۔سی (انگلینڈ) ایم۔ایس۔بی ایف پی سی (لنڈن) وغیرہ وغیرہ تھے ٭

حضرات جلسہ کی تعداد کم و بیش دس پندرہ ہزار کے درمیان تھی۔ جس روز بارش تھوڑی تھی اس دن تعداد چھ ہزار کے قریب قریب تھی۔ پہلے دن اہل اسلام کی طرف سے بحیثیت سائل مولانا مولوی عبدالحق صاحب فاضل سنسکرت کھڑے ہوئے اور ویدوں کے غیر الہامی ہونے پر ابتدائی تقریر میں بہت سے وید منتروں کے زبانی پڑھنے کے بعد ذیل کے مطالبات قائم کیے ٭

(۱) وید کس پر نازل ہوا ہے جیسے سناتن دھرم بھائی مانتے ہیں یا چار رشیوں پر جیسے آریہ سماج کا دعوےٰ ہے یا تین صد تیرہ رشیوں پر جیسا سوامی دیانند اور ان کا فرقہ مانتا ہے۔

(۲) وید کہاں نازل ہوا۔ تبت میں بقول آریہ سماج یا ہندوستان میں بقول سناتن دھرمی صاحبان یا نارتھ پول پر جیسا مہاتما تلک نے اپنی کتاب میں لکھا یا سنٹرل ایشیا میں نقل مکانی کرتے وقت آریوں کو کسی جگہ ملا۔

(۳) وید تعداد میں کتنے ہیں۔ ایک اور بعد ویاس جی نے اس کے چار ٹکڑے کر دیے جیسا کہ بہت سارے آچاریوں نے مانا ہے۔ یا چار جس طرح پر آریہ سماج مانتے ہیں یا (۱۱۳۱) جیسا سوامی دیانند نے لکھا ہے اور (۲) جب گم ہو چکے ہیں تو باقی ماندہ چار کی صحت کا معیار کیا ہو وغیرہ وغیرہ سکن جو جواب ہو۔ شریمان پنڈت جی کرپا کر کے ویدوں سے دیں۔ نیز کہ ویدان مسائل پر خاموش ہوں اور پنڈت جی وقت ٹالنے کی خاطر ادھر ادھر کی باتوں سے پبلک کو یوں ہی حیران نہ کریں ٭

آریوں کی طرف سے جواب

پنڈت جی نے ان امور پر قطعاً وید منتروں سے کچھ روشنی نہ ڈالی بلکہ یہ جواب دیا کہ وید کوئی تاریخی کتاب نہیں ہے جو ان امور پر بحث کرے اور اپنے خیال کے مطابق وید منتروں سے اس کے الہامی ہونے پر استدلال فرماتے رہے۔

یہ نظارہ قابل دید تھا کہ پندرہ میں پنڈت کس طرح کتابوں کی ورق گردانی کر کے پنڈت جی کو مدد پر مدد دے رہے تھے۔ اور اور سر اسلامی پہلوان اکیلا پنڈت جی کی غلطیاں جو کہ انہوں نے وید منتروں کے بیان کرنے میں کیں ظاہر کرتا چلا جاتا تھا اور سارے حوالہ جات ویدوں اور سنسکرت کی کتابوں سے اکیلا تن تنہا نکالتا تھا اور جب مولانا نے یہ ظاہر کیا کہ صرف ویدوں ہی سے تینوں امور کا ثبوت دونگا تو مناظرے کا رنگ بڑا عجیب ہو گیا چنانچہ آپ نے بہت سارے رشیوں کا نام ویدوں سے بتایا اور نہ صرف رشیوں کا ہی۔ بلکہ ان کے باپ دادے پڑدادے پڑھ کر الغرض کافی شجرہ نسب رشی دسواتر ویاس جی وغیرہ وغیرہ کا بتایا اور جب ویدک تعلیم کا نمونہ وید منتروں سے پبلک پر ظاہر کرتے تھے تو ہم حیران تھے کہ ایسے مجموعہ کو بھی کوئی الہامی کہہ سکتا ہے۔

پنڈت جی نے مولانا سے یہ بھی فرمایا کہ اگر ویدوں کا نزول ہندوستان میں ثابت کر دو تو میں آپ کا شاگرد بنکر طیار ہوں جس پر مولانا نے کئی ایک وید منتر پڑھے۔ چنانچہ ایک وید منتر یہ بھی ہے

وید ہندوستان میں مرتب ہوا

اے گنگا اے جمنا۔ اے ستلج۔ اے بیاس۔ اے رشوتی اے چناب اور اے جہلم ہم تیری مہما گرتے ہیں۔

www.abdulhaq.info/articles/hinduism

[illegible] سوال [illegible] بیان کیا کہ اگر وید [illegible] کے بنانے والے ہندوستان میں نہ ہوئے تھے تو ان دریاؤں کے نام کہاں سے وید میں آگئے۔

پنڈت جی نے جواب دیا کہ اس منتر کا مطلب یہ ہے کہ جو دریا اس رفتار سے چلے اس کا نام گنگا رکھنا چاہیے اور جس کی رفتار ایسی ہو اس کا جمنا اور جو ایسا چلے اس کا نام ستلج۔ بیاس۔ راوی۔ چناب۔ جہلم وغیرہ وغیرہ۔

مولوی صاحب نے کہا۔ پنڈت جی آپ کی تاویل جس قدر مضحکہ خیز ہے قطع نظر اس کے میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ دریائے ڈینیوب کا نام کس [illegible] سے ہوا۔

پنڈت جی نے کہا کہ مولوی صاحب کو یہ علم نہیں کہ ڈینیوب ہندوستانی دریا نہیں اس لیے میں اس کے متعلق کوئی وجہ نہیں بتلا سکتا۔

جس پر مولوی صاحب نے فرمایا کہ یہی تو میرا مدعا ہے کہ ویدوں میں صرف ہندوستان کے دریاؤں کا ہی ذکر ہے۔

اور وید بھی ہندوستان میں ہی یہ بنائے گئے۔ تو جب آپ اپنے منہ سے قائل ہو چکے ہیں۔ تو اب آپ کو ضرور بالضرور کلمۂ شہادت پڑھ لینا چاہیے۔

الغرض ویدوں کے غیر الہامی ہونے کا بچے بچے کو علم ہو گیا۔

ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ !

دوسرے روز کی کارروائی

۳۔ اگست ۳۲ء کو سکندر آباد میں جو مباحثہ آریہ سماج سے ہوا اس میں مسئلہ زیر بحث سچا الہام تھا آریہ سماج کی طرف سے مناظر وہی پنڈت رامچندر جی صاحب اپدیشک آریہ تھے جو سائل کی حیثیت میں آریہ سماج کی طرف سے کھڑے ہوئے تھے اُن کے مقابل پر اہل اسلام کی طرف سے مولوی عصمت اللہ صاحب اور مولانا مولوی عبدالحق صاحب فاضل سنسکرت تھے۔ دو گھنٹے تک مولانا عصمت اللہ صاحب نے ازروئے وید جارحانہ تقریر کی اور بعد نماز عصر مولانا مولوی عبدالحق صاحب نے مدافعانہ تقریر بڑی شاندار اور عالمانہ کی تھی پنڈت رامچندر جی اپدیشک آریہ نے الہامی معیاروں کو چھوڑ کر قرآن کریم پر اعتراض کرنے شروع کیے۔ ان کو توجہ دلائی گئی کہ آپ کیوں بغیر تعیین ادھر اُدھر جاتے ہیں۔ مگر انہوں نے اس طرف توجہ نہ کی۔ اور نہ انہوں نے سچے الہام کی کوئی جامع و مانع تعریف کی اور نہ ویدوں سے بتایا کہ سچا الہام یہ ہوتا ہے۔ مولوی عصمت اللہ صاحب نے بتایا کہ جب وید الہامی ہی نہیں تو ان میں سچے الہام کی تعریف کیا ہوئی۔ جب ویدوں میں خدا کے متعلق ہی یہ لکھا ہے کہ وہ ہزار سر والا ہزار آنکھوں والا اور ہزار پاؤں والا اور دس انگل زمین سے اوپر ہے اور اسی طرح وید کی کردہ تعلیم یہ بتائی گئی کہ استاد اپنے شاگرد کو یہ کہتا ہے کہ آمیں تیرے لنگ اور گدا (مقعد) کو پاک وصاف کروں وغیرہ وغیرہ تو وہ سچا الہام کب ہو سکتا ہے۔ تو پنڈت رامچند جی اپدیشک آریہ اپنی چوکڑی بھول گئے۔ ان باتوں کا تو کیا جواب تھا۔ بار بار قرآن کریم پر اعتراض کرنے کو دوڑتے تھے۔ غرض جب ان کو پھر توجہ دلائی گئی اور وہ کسی اصولی بحث کی طرف نہ آئے تو پھر ان کو دل کھول کر قرآن کریم پر اعتراض کرنے کی اجازت دے دی گئی اور پنڈت صاحب نے بھی اپنا کمال دکھانے میں کوئی کسر باقی نہ رکھی۔ اور جس قدر تیر انہوں نے اپنے ترکش میں جمع کئے تھے وہ سب ختم کر دیئے۔ یہی قابل نظارہ تھا کہ جب وہ اپنا زور ختم کر چکے تو پھر ان کے تمام اعتراضات کے لیے دنداں شکن جوابات تحدی آمیز طور سے دیے گئے کہ پنڈت صاحب انگشت بدندان رہ گئے۔ شیطان کا وجود۔ قرآن کریم کے حروف مقطعات۔ آقائے نامدار حضرت نبی کریم محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا معاذ اللہ معاذ اللہ گنہگار ہونا قرآن کریم میں۔ بالتعریف کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ میں خدا کے ساتھ محمد رسول اللہ کو شریک کیا گیا ہے۔ اس لئے اس کلمہ میں شرک کی تعلیم ہے۔ قرآن کریم میں پانچ نمازیں کہاں مقرر کی گئی ہیں وغیرہ وغیرہ بیسیوں اعتراض پنڈت صاحب نے سنائے اور اُن کے محققانہ۔ عالمانہ تحدیانہ جوابات صرف قرآن کریم میں سے ہی پندرہ ہزار ہندو مسلمانوں کے روبرو دیئے گئے تو آریہ سماج کی جو گت بنی وہ سکندر آباد کی تاریخ میں ہمیشہ یادگار رہے گی۔ سناتن دھرمیوں اور جینیوں نے بھی آریوں پر لعنت ملامت کی اور صاف الفاظ میں کہہ دیا کہ پنڈت صاحب اپنے مذہب کو تو بچا نہیں سکتے خواہ مخواہ ہمارے مذہب پر بھی اعتراض کرنے بیٹھے ہیں۔ پنڈت صاحب قرآن کریم کو چھوڑ کر احادیث کی طرف بھاگے اور یہ کہا کہ صحیح بخاری میں لکھا ہے کہ ساری عمر بھی کوئی زنا اور چوری کرتا رہے تو جس نے کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھ لیا اس کی نجات ہو جائے گی۔ مگر جب پنڈت صاحب سے مطالبہ کیا گیا کہ ایسی عبارت حدیث میں سے دکھلائے تو آپ کو ایسے عظیم الشان مجمع میں شرمندہ ہو کر اقرار کرنا پڑا کہ میں ان الفاظ کو [illegible] جواب میں [illegible] کہا گیا کہ [illegible] اپنی [illegible] پھر توبہ کر کے ساری عمر جو پاپ کرتا رہے تو آپ کے مذہب [illegible] نجات ہو گی یا نہیں۔ پنڈت صاحب نے کہا کہ نہیں [illegible] ... رشیوں کے زنا کے قصہ اور بھنگ کے واقعات سنا گئے تو پنڈت صاحب نے کہا تو ہم رشیوں کی بھی نجات نہیں مانتے۔ اب اس پر ہم نے کہا کہ جب تمہارے ویدوں کے رشیوں کی نجات نہیں تو تمہاری کہاں ہو گی مختصر یہ کہ آریہ مناظر لاجواب ہونے کے علاوہ عام پبلک میں یہ تسلیم کر بیٹھا کہ رشی بسوامتر اور رشی بیاس جی اور چند اور رشی جو رشی دیانند سے پہلے تھے سب پاپی تھے۔ اور ان سے گناہ سرزد ہوئے جن کی وجہ سے وہ نجات نہیں پا سکتے۔ جس کا نتیجہ مولوی عبدالحق صاحب نے عام پبلک پر ظاہر کر دیا کہ آریہ مسلّمات کی رو سے وید صرف ایسے رشیوں پر نازل ہوا جو معصوم نہ تھے۔ الہام بعض ایسے رشیوں پر نازل ہونا ضروری ہے جو معصوم ہوں۔ اب جس صورت میں وہ رشی چونکہ مرتکب گناہ ثابت ہو چکے ہوں اور پاپی ہونے کی وجہ سے نجات کے بھی مستحق نہیں رہے۔ تو پھر ایسے پاپیوں پر وید کا نزول ہونا بھی غلط ہوا اور موجودہ وید جس کے ہر منتر پر اس رشی کا نام بھی ہے سراسر مجموعۂ اباطیل ٹھہرا۔ اور وید خود اُن رشیوں کی رو سے غیر مستند ثابت ہوا۔ اور سوامی دیانند جی کو ویدوں کے سمجھنے کا دعویٰ ہے وہ بھی غلط ثابت ہوا چونکہ مہارشی دیانند نے بھی بھنگ وغیرہ پینے اور اسی قسم کے گناہ کیے ہیں۔ رشیوں اور رشیوں کو گنہگار تسلیم کر کے وہ بھی الہامی کتاب ہونے کی حیثیت سے گرا دیا گیا کیونکہ ناپاک انسانوں پر پاک کلام نازل ہونا غیر ممکن ہے۔ الغرض اس طور سے مدلل جواب دیتے ہوئے تمام ہندو پبلک پر ایک قسم کی موت طاری ہو گئی۔ اور اسلام کا غلبہ علے الاعلان ظاہر ہوا۔ خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ ہر دو گذشتہ ایام میں اسلام کی کامل فتح ہوئی۔ آج یہاں بارش ہو رہی ہے۔ اگر دو بجے سے اول بارش ختم ہو گئی تو انشاء اللہ آج غازی محمود دھرمپال صاحب بی۔ اے ہماری جانب سے تناسخ غلط ہے پر اعتراض مدلل پیش کریں گے۔ خدا کے فضل پر ہی اصل بھروسہ ہے کہ آریہ دھرم کو کامل شکست ہو۔ عام طور پر سناتن اور جین مت کے لوگ اسلام کے غلبہ کا اظہار کر رہے ہیں۔ الغرض بحث حسب دلخواہ ہوئی اور آریہ سماج پوری شکست کھا کر میدان مباحثہ سے واپس ہوئی اور اسلام کی عظیم الشان فتح کے نقارے بج گئے۔

تیسرے روز یعنی ۴۔ اگست کی کارروائی

آج سخت بارش تھی۔ جلسہ گاہ بوجہ پانی کے بھر جانے کے مناظرہ کے نامناسب خیال کیا گیا۔ اور فیصلہ ہوا کہ عیدگاہ کا میدان بوجہ اونچی جگہ ہونے کے مناظرہ کے لیے بالکل موزوں ہوگا۔ ہمارے آریہ بھائیوں کا ارادہ تھا کہ گو آج کے دن مناظرہ نہ ہوتا تو اچھا ہوتا۔ لیکن چونکہ انہوں نے اس امر کو تحریر میں لانے سے انکار کیا۔ اسلیے مسلمان جو اپنے پیارے دین کی خاطر ہر ایک مصیبت کو قبول کرنے کے لیے تیار تھے۔ لہٰذا.... انہوں نے جواب دیا کہ ہم وقت کی پابندی کریں گے۔ اور اس بارش میں ہی مناظرہ کریں گے۔ آج سے بہت سے علمائے کرام میرٹھ۔ دہلی۔ علی گڈھ۔ آگرہ۔ متھرا۔ دیوبند وغیرہ وغیرہ مقامات سے تشریف لے آئے۔ اور حضرت مولانا مولوی احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ العلماء ہند نے تو حق محمدی کا یہاں تک ثبوت دیا کہ موسلادھار بارش کی پرواہ نہ کرتے ہوئے پہلوان اسلام کے پاس بیٹھ کر ہر طرح سے امداد دی۔ آج اہل اسلام سائل تھے۔ چنانچہ اس امر کو نبھانے کے لیے اسلام کے مشہور مجاہد غازی محمود دھرمپال صاحب بی۔ اے نے اپنا تحریری بیان بر رد تناسخ پڑھنا شروع کر دیا [illegible] کب تھا۔ غازی صاحب کی طرز تحریر سے کون ناواقف ہے۔ اور پھر آپ کے گیارہ سالہ ذاتی تجارب نے تو اور بھی سونے پر سہاگہ کا کام دیا۔ چنانچہ آپ نے اسلامی مشین گن سے بارہ گولے بوسیدہ جہاز آریہ سماج پر برسائے۔ پہلے گولے کے پھٹنے پر ہی سب ہوش و حواس ہراساں ہو گئے۔ ناظرین اندازہ لگا سکتے ہیں کہ باقی گیارہ گولوں کے سہارے کی تاب کہاں باقی رہ سکتی ہے۔

شریمان پنڈت رامچندر جی جو آریہ سماج میں سب سے زیادہ قابل لائق اور شریف مناظر ہیں۔ انہوں نے ان سب امور کا جواب یہی دیا کہ ہم نہ تو منوسمرتی کو مانتے ہیں اور نہ ہی کسی ایسے قول کو جو وید کے خلاف ہو۔ خواہ وہ سوامی دیانند کا ہی کیوں نہ ہو۔ اور برعکس خود قرآن کریم سے تناسخ کا ثبوت دیتے رہے۔ قابلیت کا ہونا اور بات ہے اور سچی بات کے جواب سے عہدہ برآ ہونا امر دیگر ہے۔ چنانچہ غازی صاحب نے سوامی دیانند جی کے پرمانوں کے ساتھ اپنے پیش کردہ حوالجات کو مدلل کیا۔ اور حاضرین پر ثابت کر دیا کہ پنڈت جی کا اسوقت یہ پہلو لینا کہ ہم کسی بات کو بجز [illegible] تسلیم نہیں کرتے محض دفع الوقتی کے لیے ہے۔ ورنہ یہ کیا باعث ہے کہ ان سب امور کو سوامی جی نے کتاب ستیارتھ پرکاش میں تسلیم کیا ہے۔ غازی صاحب کا وہ بیان ایسا مکمل تھا کہ جاہل و عاقل ہر کس و ناکس نے تناسخ کا باطل ہونا دلائل و براہین سے جان لیا۔ اگر بارش کی بے لطفی نہ ہوتی تو آج کا مجمع تیس ہزار سے بھی زیادہ ہوتا لیکن افسوس آریہ سماج کی کسی گناہ کے بدلے سب کے سب مسلمان و ہندو ایسی مصیبت میں آ گئے کہ وہ بارش میں بھیگتے رہے اور مجمع کی تعداد چھ ہزار سے زیادہ نہ ہو سکی۔

خدا کا فضل و کرم مباحثہ کے نتیجہ میں یہ بھی ہوا کہ ایک ہندو کا بیٹا قوم سے آگے بڑھا۔ اور مولانا مولوی عصمت اللہ صاحب کے دست مبارک پر اسلام سے مشرف ہوا۔ نام [illegible] ہندو والد کا نام رام لال ولد کنہیا لال کا بیٹا تھا۔ اسلامی نام مولانا نے عبداللہ رکھا۔

چوتھے روز کی کارروائی

مورخہ ۵۔ اگست ۳۲ء کو بارش کسی قدر تھم ہو گئی اور لوگ جوق جوق صبح سے آنے شروع ہو گئے۔ دیہاتی احباب کا خیال تھا کہ ۴۔ اگست کو بوجہ بارش کوئی کارروائی نہ ہوئی ہو گی لیکن جب انہوں نے سنا کہ غازی محمود دھرمپال صاحب کا مناظرہ ختم ہو چکا ہے تو ان سب کو ایک گونہ مایوسی ہوئی۔

بالآخر ۲ بجے کا وقت قریب آ گیا۔ انتظار کی گھڑیاں ختم ہوئیں۔ جلسہ گاہ میں جب ہم پہنچے تو مخلوق کا اتنا اژدہام تھا کہ شمار و قطار نہ ہو سکتا تھا۔ آج کے دن اہل اسلام کی طرف سے مناظر مولانا مولوی عبدالحق صاحب ودیارتھی اور آریہ سماج کی طرف سے پنڈت ہزاری لال صاحب تھے۔ مولانا کے ساتھ مولوی عصمت اللہ صاحب۔ مولانا مولوی وحید الحسن صاحب مولانا مولوی اکرام اللہ خاں صاحب پانی پتی مدرس مدرسہ امینیہ دہلی اور مولوی آزاد گل صاحب کاکاخیلی بطور مددگار بیٹھے تھے۔ ادھر سے آریہ سماج کی طرف سے بہت سارے پنڈت مثل کالیچرن مولوی فاضل۔ رامچندر دہلوی۔ شیوشرما۔ اور دھرم بیر میرٹھی وغیرہ وغیرہ تھے۔ مولانا وحید حسن اور مولانا اکرام اللہ خاں صاحب پانی پتی مدرسہ امینیہ دہلی کی اسلامی ہمدردی قابل داد ہے۔ اور دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر دو احباب کو نیک اجر دے۔ آمین ثم آمین۔

آریہ سماج پہلے تین روز کی کامیابی کو دیکھ کر جلا ہوا تھا اسلیے آج اس نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا کہ مجمع کو اشتعال دلا کر مناظرہ کو بند کر دیا جائے۔ چنانچہ پنڈت ہزاری لال صاحب شرما نے جس قسم کی بدتہذیبی و دریدہ دہنی سے کام لیا۔ ناظرین کو ذیل کے واقعات سے پتہ چل سکتا ہے۔ آپ کے اعتراض یہ تھے اور یوں تقریر کو شروع کیا۔

ہندو مسلمانوں رسول اللہ کی حدیث ہے کہ آپ نے ایک عورت کو دیکھا اور اُس کو دیکھ کر اپنے گھر جا کر اپنی بیوی سے صحبت کی اور یاروں سے اس واقعہ کی اطلاع دی اور کہا کہ جب کبھی عورت شیطان کی صورت میں نظر آوے تو اپنے گھر جا کر بیویوں کی طرف رغبت کرو۔ اسپر اس کے تین اعتراض تھے۔

(۱) عورت کو دیکھ کر رسول اللہ کی طبیعت بگڑ گئی اور یہ بہت بڑا گناہ ہے۔

(۲) عورت کو شیطان کہا گیا ہے جس میں کہ رسول اللہ کی بیویاں بھی شامل ہیں۔ تو گویا رسول اللہ (نعوذ باللہ) نے گیارہ شیطان گھر رکھے ہوئے تھے۔

(۳) جس شخص کی بیوی نہ ہو تو وہ کیا کرے اور کس کے پاس جاوے۔

ان اعتراضات کو سن کر مولانا کھڑے ہوئے اور مجمع کو صبر کی تلقین کی اور حسب ذیل جواب دیئے:۔

(۱) پنڈت مراری لال صاحب میں اگر شرم و حیا کا مادہ اس بڑھاپے میں موجود ہے تو یہ دکھلایا جاوے کہ رسول اللہ کی طبیعت بگڑ گئی۔ یہ کن الفاظ حدیث کا ترجمہ ہے۔

اس حدیث کا مطلب تو صرف یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ [وسلم] نے ایک عورت کو دیکھا اور اپنا کام کر کے جس کے لیے حضور تشریف لے گئے واپس تشریف لائے اور فرمایا کہ جب اس قسم کی عورت کسی کو نظر آئے اپنی بیوی کی طرف رجوع کرے۔

(۲) سب عورتوں کو شیطان نہیں کہا گیا۔ بلکہ یہ کوئی خاص عورت (غالباً نیوگن) معلوم ہوتی ہے جو بناؤ سنگار کر کے نکلی تھی۔

(باقی آئندہ)

ناظرین کرام بذریعہ منی آرڈر چندہ روانہ فرمائیں۔ وی۔ پی میں دقت ہو